Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بعون خالق اکبر

خلاصۃ التواریخ

مصنفہ

منشی المناشی سجان رائے بھنڈاری ساکن بٹالہ

بہ تصحیح

احقر العباد ظفر حسن بی۔ اے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ

در سنہ ۱۹۱۸ء

در مطبع جی اینڈ سنز دہلی بقالب طبع درآمد

ملنے کا پتہ :- مولوی ابرار حسن صاحب سنبھلی دروازہ ۔ مراد آباد ۔ (ممالک متحدہ آگرہ واودھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حمد و سپاس بے قیاس اوس خدائے عز وجل کا جو لفظ کن سے تمام مخلوقات ارضی و سماوی کو عالم وجود میں لایا اور درود نامحدود اوس ذات ستودہ صفات پر جس کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک آیا۔

امابعد خلاصتہ التواریخ کے متعدد حوالہ جات سر سید احمد خان مرحوم و مغفور کی مشہور و معروف کتاب آثار الصنادید میں پائے جاتے ہیں جو آثار قدیمہ دہلی پر بہترین کتاب ہے اور انہی حوالہ جات سے یہ قدیم تاریخ میری علم میں آئی۔ عرصہ کی جستجو کے بعد ایک قلمی نسخہ تاریخ مذکور کا دستیاب ہوا جس کے مطالعہ سے مجھے اسکی اہمیت اور دلچسپی کا پتہ چلا اور یہ خواہش ہوئی کہ کاش یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائقین تاریخ کے ہاتھوں میں پہنچ سکے۔ مگر اس کام کی اہمیت اور دشواریوں سے میں ناواقف نہ تھا اور مجھ سے بے بضاعت شخص کی یہ خواہش اس کی حیثیت اور مرتبہ سے کہیں بالاتر تھی۔ لیکن اذا اراد اللہ شیاً ھیا اسبابہٗ میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار جناب معلی القاب آنریبل **ڈبلیو-ایم-ہیلی** صاحب بہادر سی۔ ایس۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس دام اقبالہ چیف کمشنر صوبہ دہلی سے کیا اور قلمی نسخہ کتاب مذکور کا معائنہ کے واسطے پیش کیا صاحب ممدوح نے جنکا علمی مذاق اور تاریخی دلچسپی شہرہ آفاق ہے اور محتاج بیان نہیں میرے معروضات کو نہایت شوق سے سماعت فرمایا اور کتاب مذکور کی طبع اور شائع کرنے کی ترغیب دیکر میری ہمت افزائی فرمائی۔ اور نیز اس اہم کام میں

ہر قسم کی اعانت کا وعدہ فرمایا چنانچہ آنجناب نے ریاست جیپور کو ایک خط تحریر فرمایا کہ اگر دربار کے کتب خانہ میں خلاصۃ التواریخ کا کوئی قلمی نسخہ ہو تو مجھے اس کے مطالعہ اور مقابلہ کی اجازت دی جائے۔ ریاست سے حسب المراد جواب آیا مگر اس اثنا میں حسن اتفاق اور خوش قسمتی سے مجھے اوس کے کئی دیگر نسخے بہم پہنچ گئے اور ریاست جیپور کی فیاضی سے مستفید ہونا میں نے زیادہ ضروری تصور نہ کیا جس سے میری ادائیگی فرائض منصبی میں بھی نقصان کا احتمال تھا۔ بعدہٗ میں نے جناب **سر جان ہیوبرٹ مارشل** صاحب بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای بہ القابہ ڈائرکٹر جنرل محکمہ آثار قدیمہ کو جو اوس زمانہ میں کشمیر میں تشریف فرما تھے اس کتاب کی اشاعت کے ارادہ کی اطلاع کی اور آنجناب سے اعانت اور اصلاح کا متمنی ہوا۔ جناب ممدوح نے میرے اس کام کو استحسان کی نظر سے دیکھا۔ نیز گذشتہ موسم سرما میں جب آنجناب بتقریب دورہ دہلی تشریف لائے تو میرے تمام قلمی نسخہ جات کا جنسے کتاب مذکور کی تصحیح عمل میں آئی ہے معائنہ کیا۔ اور بیش قیمت علمی نکات اور قابل قدر مشوروں سے اس ناچیز کو مستفیض فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان ہر دو ممدوحین کی عنایت اور ہمت افزائی میری شامل حال نہ ہوتی تو میں اس کتاب کے طبع اور شایع کرنے میں سعی و کوشش تو درکنار اسکا خیال بھی دل میں لانے سے قاصر رہتا اگرچہ کہ اونکی ذات میرے اظہار تشکر سے کہیں بالا و ارفع ہے تاہم میں یہ اپنا فرض تصور کرتا ہوں کہ اس موقع پر ان ہر دو محسنین کے شکریہ کا اظہار کروں اور جو انکا الطاف وکرم بزرگانہ میرے شامل حال ہے اوسکا اعتراف کروں **بیت**

اجرے دہد خدائے کہ کرد است یاوری ‖ با آنکساں کہ یاور و ناصر نداشتند

ترتیب کتاب ہذا کسی پرانی کتاب کے شایع کرنے کے لئے یہ نہایت اہم و ضروری ہے کہ اوس کی تصحیح و مقابلہ متعدد مختلف نسخہ جات سے عمل میں آئے جن کی نسبت یہ گمان و شبہہ نہ ہو کہ وہ ایک ہی قلمی نسخہ سے نقل کی گئی ہیں اور نیز جن کی صحت و قدامت کا کافی اطمینان ہو چنانچہ کتاب ہذا کے شایع کرنے میں مینے بھی اس اصول کو پیش نظر رکھا اور خدا کے فضل و کرم سے مجھے اس میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی یعنی اس تاریخ کی جو اسقدر زمانہ سے غیر معروف اور کمیاب ہو گئی ہے مجھے پانچ عدد قلمی نسخے دستیاب ہوئے نسخہ جات مذکورہ بالا میں اگر کہیں اختلاف پایا گیا ہے تو تمام نسخوں کی مختلف عبارات کو فٹ نوٹ میں درج کر دیا گیا ہے اور متن میں مختلف فیہ عبارت پر حرف "ن" تحریر کیا گیا ہے دیگر کتب تاریخ کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں جن کی فہرست مقدمہ ہذا کے آخر میں شامل ہے۔

قلمی نسخہ جات ناظرین کی آگاہی کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اون پانچوں نسخہ جات کا مجملاً ذکر کیا جائے جن سے اِس کتاب کی تصحیح و مقابلہ عمل میں آیا ہے۔ ان پانچوں نسخوں میں ایک نسخہ خاص امتیاز رکھتا ہے۔ یہ کتاب جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا شہنشاہ اورنگ زیب کے سنہ جلوس میں لکھی گئی اور اوس میں اس بادشاہ جمجاہ کی تخت نشینی اور اوس کے بعد شاہ شجاع و داراشکوہ کے تعاقب کے واقعات تک بحث کی گئی ہے مگر تعجب انگیز امر یہ ہے کہ سوائے اس نسخہ کے قریب قریب تمام قلمی نسخوں میں جو ابتک مورخین کو دستیاب ہوئے ہیں آخر میں بے سلسلہ واقعات شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کا ذکر و تاریخ چند سطور میں نہایت اجمال کے ساتھ تحریر ہے۔ پروفیسر ڈوسن صاحب نے بھی (تاریخ ہند مصنفہ ایلیٹ صاحب جلد ہشتم صفحات ۵-۷) خلاصتہ التواریخ پر بحث کرتے ہوئے اسکا ذکر کیا ہے اور اونکی رائے ہے کہ یہ اندراج کسی کاتب کی طرف سے ہے جس نے شروع ہی زمانہ میں جب یہ تاریخ لکھی گئی نقل کرتے وقت اسکا اضافہ کردیا اور بعدہ جتنی کتابیں نقل ہوئیں اون میں اسکا اعادہ ہوتا رہا۔ میرے زیر مطالعہ تین نسخوں میں بھی یہ واقعہ درج ہے جس کو میں نسخہ ۲ سے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

"القصہ آخر الامر بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۱۱۸ ہجری بعد انتظام مہام روز مبارک جمعہ بعد سہ پاس روز حضرت پادشاہ جنت آرامگاہ در عمر نود و یک سال و ہفدہ روز دو گھڑی پیمانہ عمر لبریز نمودہ مدت سلطنت پنجاہ سال و دو ماہ و بست ہشت روز در ملک دکن در شہر احمد نگر این معنی بوقوع آمد"

سب سے پہلے مجھے یہ ہی نسخہ دستیاب ہوا تھا یہ خط شکستہ میں لکھا ہوا قدرے بوسیدہ مگر مکمل ہے اور سب نسخوں سے زیادہ قدیم اور نسبتاً صحت کے ساتھ ہے۔ واقعات مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھکر اگر میں کہوں تو غالباً بیجا نہوگا کہ اب تک اس کتاب کے جسقدر قلمی نسخے مجھے یا دیگر مورخین کو دستیاب ہوئے ہیں اون سب سے زیادہ مستند ہے۔ اسکا طرز تحریر بھی دلچسپی سے خالی نہیں یعنی کاتب نے ہر صفحہ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرکے ان ہر دو حصوں کو بیاضی صورتوں میں لکھا ہے اور صفحہ کے شروع و آخر و وسط میں دو دو سطریں معمول کے موافق کتابی طرز پر تحریر کی ہیں اس طور پر ہر صفحہ میں چھوٹی و بڑی کل سطور کی تعداد ۲۸ سے ۳۸ تک ہے تعداد اوراق ۲۱۴ تقطیع ۱۲½ انچہ × ۸½ انچہ شروع کے اصل دس اوراق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب میں سے تلف ہوگئے تھے مگر بعدہ کسی نے اونکو نقل کرکے داخل کتاب کر دیا ہے۔ نواں ورق کتاب کے آخر میں جہاں درچند

اوراق جنپر غیر متعلق کتاب کچھ تحریر ہے چسپاں نہ ہے۔ اس لحاظ سے اصل ورق صرف ۹۰ صفحے ہوتے ہیں۔ اصل کتاب کے ختم پر ذیل کی عبارت میں سنہ کتابت درج ہے۔

"بتاریخ نوزدہم ربیع الثانی سنہ جلوس معز الدین عالمگیر ثانی پادشاہ غازی مطابق سنہ یکہزار و یکصد و شصت و ہشت ہجری روز یکشنبہ وقت یکپاس شب گذشتہ صورت اتمام پذیرفت۔ تمت تمام شد کار من نظام شد،

قاریا بر من مکن چندین عتاب
گر خطائے رفتہ باشد در کتاب"

یہ نسخہ میری ملکیت ہے اور دہلی میں دستیاب ہوا تھا۔

(۲) نسخہ دویم خط نستعلیق میں ہے۔ یہ نہایت اچھی حالت میں ہے۔ تعداد اوراق ۵۰۵ تقطیع ۹ انچہ × ۶ انچہ اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں۔ خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے جس میں سنہ کتابت تحریر ہے۔

"ھذا الکتاب خلاصۃ التواریخ تصنیف منشی المناشی سجان رائے بھنڈاری ساکن بٹالہ منمضاف صوبہ پنجاب بتاریخ بست و ششم شہر شعبان المعظم روز شنبہ سنہ یکہزار و دو صد چیزے بالا ہجری و سنہ جلوس میمنت مانوس شاہ اکبر ولد حضرت شاہ عالم بادشاہ غازی در عہد مہاراجہ دھراج راج راجندر سری سوامی جگت سنگھ بہادر در بلدہ سوامی جیپور بروز شنبہ صورت اتمام این کتاب پذیرفت زیادہ خیر۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندہ گنہگارم

سمت راجہ بکرماجیت یکہزار و ہشت صد شصت و چہار"

کاتب نسخہ ہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہندو تھا کہ اوسکو سنہ ہجری ٹھیک معلوم نہ تھا اور سنہ جلوس اکبر شاہ ثانی غالباً اوس کے سہو سے رہگیا ہے۔

آخری صفحہ کے نیچے کے حاشیہ پر تعداد اوراق بدین عبارت درج ہے "میزان کل سے ۹ جز او رق"۔

یہ نسخہ بھی میری ملکیت ہے اور لکھنؤ سے دستیاب ہوا تھا۔

(۳) نسخہ سویم میں ۴۹۵ ورق ہیں تقطیع ۸½ انچہ × ۵½ انچہ اور ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں۔ خط نستعلیق ہے۔ سنہ تحریر اوسکا مٹا ہوا ہے۔ خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے۔

"تمت تمام کار من نظام شد کتاب خلاصۃ التواریخ بتاریخ نوزدہم جمادی الاول سنہ ... روز جمعہ بوقت دوپہر باتمام رسید"

یہ نسخہ بھی میری ہی ملکیت ہے اور اخی معظم جناب مولوی ابرار حسن صاحب کی وساطت سے مراد آباد میں دستیاب ہوا تھا +

(۴) نسخہ چہارم خط نستعلیق میں لکھا ہوا کرم خوردہ مگر مکمل ہے اسمیں ۲۹۲ ورق ہیں تقطیع ۱۱½ انچ × ۷¾ انچ اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں۔ اس میں سنہ تحریر درج نہیں۔ خاتمہ پر یہ عبارت تحریر ہے۔

"تمت تمام شد کتاب خلاصۃ التواریخ تصنیف منشی المناشی سجان رائے بھنداری ساکن بٹالہ کہ در علوم ہندی و فارسی و سنسکرت دستگاہ داشت"

یہ نسخہ جناب سید احسن شاہ صاحب رئیس سردھنہ ضلع میرٹھ و تحصیلدار گونڈہ کی ملکیت ہے۔ آنجناب نے براہ عنایت مقابلہ کے واسطے مرحمت فرما کر کتاب ہذا کی اشاعت میں عملی طور پر دلچسپی کا اظہار فرمایا جسکا میں تہ دل سے مشکور ہوں +

(۵) نسخہ پنجم غیر مکمل ہے یعنی اس میں صرف شاہجہان پادشاہ کے عہد سلطنت اور اوس کے معزولی تک ہے (دیکھو صفحہ ۴۹۰) شروع کے بھی تین صفحے کم ہیں۔ تعداد اوراق موجودہ ۳۰۸ ہے تقطیع ۱۰½ انچ × ۶½ انچ تعداد سطور معین نہیں یعنی شروع میں تقریباً نصف کتاب تک تو ایک صفحہ میں ۱۸ یا ۱۹ سطریں ہیں لیکن بعدہ تعداد سطور بڑھتی گئی ہے اور آخر میں ۲۴ و ۲۵ تک پہنچ گئی ہے۔ خط شکستہ ہے یہ نسخہ سینٹ اسٹیفنس کالج دہلی کی لائبریری میں ہے اور میں صاحبان کالج مذکور بالخصوص مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب پروفیسر عربی کی اس نوازش کا نہایت ممنون ہوں کہ اوسکو مقابلہ کے واسطے عنایت فرمایا +

مصنف مصنف کے متعلق نفس کتاب سے کچھ استنباط نہیں ہوتا حتی کہ اوس کے نام کا بھی پتہ نہیں چلتا شروع میں گو کہ ایک طویل دیباچہ ہے جس میں وجہ تالیف کتاب اوسکا نام و سنہ تالیف اور ایک کثیر تعداد تواریخ فارسی و سنسکرت کا ذکر ہے جنسے کتاب مذکور کے لئے مواد اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن مصنف نے اپنے متعلق صرف اسقدر اظہار پر اکتفا کیا ہے کہ جب سے اوسنے ہوش سنبھالا ناظمان امور ملکت و مال و صاحبان کارگاہ دولت و اقبال کی ملازمت میں رہا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲) نسخہ جات ۲، و ۳ و ۴ کے اختتام پر البتہ کاتبوں نے اوسکا نام منشی سجان رائے بھنداری ساکن بٹالہ تحریر کیا ہے۔ پروفیسر ڈوسن صاحب نے (تاریخ ہندوستان مصنفہ الیٹ صاحب جلد ہشتم صفحہ ۵) اس نام کو سبحان رائے پڑھا ہے اور بٹالہ کو پٹیال۔ دیباچہ میں چونکہ علاوہ سنہ جلوس اورنگ زیب و سنہ ہجری کے سنین ہندی بھی پائے جاتے ہیں اسلیئے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف کوئی ہندو ہے۔ بہر حال یہ طے شدہ امر ہے کہ اسکا مصنف سجان رائے بٹالوی ہے۔ اب یہ امر تنقیح طلب

رہتا ہے کہ اوس نے اپنا نام پردہ خفا میں کیوں رکھا۔ درانحالیکہ عام رواج کے مطابق دیباچہ میں اوسکا اظہار ضروری تہا۔ ظاہرا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سجان رائے محض ایک معمولی اور غیر معروف شخص تہا جسکو اپنے اظہار نام سے یہ امید نہو سکتی ہتی کہ اوس کی تصنیف یا تالیف کی کچھہ قدر و وقعت بڑہ جاتی۔ اور نیز یہ کہ اوسکو خود اس سے حصول شہرت و عزت مد نظر نہ تہی بلکہ اوسکا مقصود محض اظہار حقیقت حال تہا جو ایک مورخ کا نصب العین ہونا چاہیے۔ ان امور کو پیش نظر رکھکر ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اوس کے بیانات بیشتر رطب و یابس سے پاک اور اصل واقعات پر مبنی ہونگے بالخصوص پادشاہ اورنگ زیب کے زمانہ کے حالات جبکہ وہ اکثر واقعات کا خود شاہد متصور ہے +

نفس کتاب | خلاصۃ التواریخ سنہ ۴۰ جلوس اورنگ زیب مطابق سنہ ۱۱۰۷ ہجری (سنہ ۹۶-۱۶۹۵ء) میں تحریر ہوئی اور مصنف نے دو سال اوس کی تالیف و ترتیب میں صرف کی۔ یہ کتاب مخصوص دہلی کی تاریخ ہے جسمیں اس سلطنت کے ابتدائے قیام یعنی زمانہ جدہشتر سے تا وقت تحریر کتاب کل راجگان و سلاطین کا حال بالتفصیل درج ہے۔ دیگر سلطنتوں کا تذکرہ بہی اوس موقعہ پر جبکہ وہ مفتوح ہو کر سلطنت دہلی میں شامل ہوئیں بالاجمال کیا گیا ہے۔ مصنف نے کتاب مذکور کو پاکیزہ و رنگین عبارت فارسی میں لکھا ہے اور استعارات و کنایات و اشعار برمحل و موقعہ سے اوسکو زیب و زینت دی ہے بلحاظ حالات و مطالب کتاب ہذا تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔

حصہ اول۔ جغرافیہ مملکت ہند بزمانہ سلطنت شہنشاہ اورنگ زیب۔

حصہ دویم۔ حالات راجگان ہند من ابتدائے سلطنت راجہ جدہشتر پانڈو تا زمانہ سلطنت راجہ پرتہی راج المعروف برائے پتھورا۔

حصہ سویم۔ حالات پادشاہان اسلام از زمانہ سلطنت ناصر الدین سبکتگین تا زمان پادشاہ اورنگ زیب +

حصہ اول بہت زیادہ قابل قدر ہے جس میں ہندوستان کا جغرافیہ بزمانہ شہنشاہ اورنگ زیب معہ اوس کی پیداوار اور حالات باشندگان کے درج ہے اور نیز منجملہ اٹھارہ صوبجات کے جنپر کہ سلطنت مغلیہ اوس زمانہ میں منقسم تھی ہر ایک صوبہ کا بیان جداگانہ شرح و بسط کے ساتھہ تحریر ہے یعنی اونکے خاص خاص شہر اور دلچسپ مقامات و عمارات اور اونکے مصنوعات اور نیز مسافات دریا کا ذکر ہے مصنف نے اسہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ہر صوبہ کے سرکار اور محالوں کے نام معہ زر مالگذاری کے تحریر میں لایا ہے گویا کہ یہ حصہ آئین اکبری کا ایک ضمیمہ ہے جس سے اوس میں جدید معلومات کا

اضافہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر قابل ذکر پنجاب کا جغرافیہ ہے اور اوس میں بھی صوبہ لاہور اور مصنف کے وطن پرگنہ بٹالہ کا جو بیشتر مصنف کی ذاتی واقفیت پر مبنی ہے۔

حصہ دویم بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں راجگان ہند اور بالخصوص حکمران دہلی کے نام اور ازمنہ حکومت اور مختصر حالات سلطنت مندرج ہیں یہ غالباً فارسی کی پہلی شایع شدہ تاریخ ہے جو قدیم تاریخ ہند پر روشنی ڈالتی ہے اگرچہ اوس زمانہ کے واقعات عموماً قصہ و کہانی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

حصہ سویم بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس میں بیشتر واقعات تو دیگر تواریخ سے جن کی فہرست مصنف نے دیباچہ میں دی ہے اخذ کیے گئے ہیں لیکن شہنشاہ اورنگ زیب اور اوس کے بھائیوں کی باہم خانہ جنگی کے بسیط حالات سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور نیز مصنف کے ذاتی واقفیت کی بنا پر وہ مستند متصور ہیں۔ خلاصۃ التواریخ غالباً پہلی قدیمی تاریخ ہے جس میں پادشاہان اسلام کے حالات ایک ہندو کے قلم سے تحریر ہوئے ہیں اور جواب زیور طبع سے آراستہ ہو کر شایقین تاریخ کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ چونکہ یہ امر بین ہے کہ یہ کتاب پادشاہ وقت کے زیر اثر تحریر نہیں ہوئی اس لئے اہل نظر کے لیے وہ بہترین ذریعہ معلومات ہوگی اور نیز اوس سے یہ پتہ چلیگا کہ اب سے دو ڈھائی سو برس پہلے ایک ہندو مورخ کی پادشاہان اسلام اور خصوصاً اپنے ہم عصر پادشاہ اورنگ زیب کے متعلق کیا رائے تھی۔

معذرت بادی النظر میں کسی پرانی کتاب کا شایع کرنا کچھ زیادہ دشوار معلوم نہیں ہوتا مگر جن اصحاب نے اس کام کو کماحقہ انجام دیا ہے وہ ان دقتوں سے بخوبی آگاہ ہیں جو متعدد نسخوں کے حصول شکستہ اور بدخط تحریرات کے پڑھنے۔ اور اغلاط کتابت کی تصحیح کرنے بالخصوص ناموں کی تحقیق و صحت میں پیش آتی ہیں۔ جبکہ پرانے زمانہ کے کاتب نقطوں اور مرکز دینے کی پابندی سے بری تھے۔ مختلف نسخوں کے مقابلہ کرنے میں جو محنت اور وقت درکار ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں خصوصاً جبکہ اڈیٹر نے اس کام کو محض شوقیہ اور اوس وقت میں انجام دیا ہو جو اوس کے فرایض منصبی ادا کرنے کے بعد دماغی وجسمانی آرام و آسایش کے لیے ملتا ہے۔ مجھے اس امر کا کلی احساس ہے کہ یہ کام میری تنہا محنت اور کوشش سے کسی طرح انجام نہیں پا سکتا تھا اگر میرے اعزا و احباب جن میں کہ تاریخی مذاق خواہ طبعیتاً یا میری صحبت سے پیدا ہو گیا ہے میرا ہاتھ اس میں نہ بٹاتے بالخصوص جبکہ یہ کتاب پانچ مختلف قلمی نسخوں کے مقابلہ کے بعد شایع ہو رہی ہے۔ اسلیے میرا فرض ہے کہ جن اعزا و احباب نے میرے [illegible] کام میں

اعانت فرمائی ہے اونکا فرداً فرداً اسم وار شکریہ ادا کروں۔ میں جناب پیر ولایت شاہ صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اسسٹنٹ ماسٹر عربک ہائی اسکول دہلی۔ و مولوی اشفاق علی صاحب منشی سپرانٹینڈنٹ حلقہ شمالی کی بیش بہا اور قابل قدر اعانت کا شکریہ کے ساتھہ اعتراف کرتا ہوں اور نیز عزیز برادران حافظ محمد حسن بی۔ اے و مقبول حسن و فضل حسن و بشیر احمد کا ممنون ہوں جنہوں نے مقابلہ نسخہ جات قلمی و تصحیح پروف و ترتیب فہرست اسمار میں میری بہت زیادہ مدد کی۔ میں اپنے والد صاحب جناب قبلہ و کعبہ مولوی شریعت اللہ صاحب و اخی معظم جناب مولوی ابرار حسن صاحب سکریٹری ہیوٹ مسلم ہائی اسکول مراد آباد کی اعانت کا بھی دل سے معترف ہوں جن کی متبحر قابلیت علمی نے متعدد بار میری مشکل کشائی فرمائی حقیقت یہ ہے کہ خدائے برتر کو اس ناچیز سے اس کتاب کی اشاعت کرانا ہی منظور تہا کہ یہ اسباب جمع ہوگئے ورنہ کجا میں اور کجا یہ دشوار کام۔

کتاب ہذا کی تصحیح و مقابلہ ماہ جون ۱۹۱۷ء میں شروع ہوا تہا اگرچہ کہ اس میں بہت زیادہ زمانہ صرف نہیں ہوا اور امید کی جاتی تہی کہ سنہ مذکور کے اختتام تک وہ طبع ہو کر شایع ہوسکے گی۔ لیکن کاپی نویسی اور بعدہ چھپنے میں جو دشواریاں لاحق ہوئیں اونکا وہم و گمان بھی نہ تہا اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے بارہا اوس کی تکمیل میں مایوسی کا خوف ہوا۔ انہی بے عنوانیوں کی وجہ سے مجھے دلی صدمہ و افسوس ہے کہ جس شان کے ساتھہ میں اس کتاب کو پبلک کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا نا تمام رہا اور غلطیاں بھی جو لکھنو کے ساتھہ لازم و ملزوم کا حکم رکھتی ہیں رہگئیں باوجودیکہ تصحیح پروف میں کوئی دقیقہ محنت اور توجہ کا فروگذاشت نہیں ہوا۔ اگرچہ کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے تاہم مجھے امید ہے کہ ناظرین میری مشکلات پر توجہ فرماکر سہو و خطا سے چشم پوشی کرینگے ÷

ظفر حسن۔ بی۔ اے

دہلی

۱۸ اگست سنہ ۱۹۱۸ء

فہرست کتب تواریخ کہ حوالہ انہا در کتاب ھذا دادہ شدہ

۱۔ اکبر نامہ۔ مصنفہ شیخ ابوالفضل علامی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ
سنہ ۱۸۷۱-۱۸۸۶ء +

۲۔ اقبال نامہ جہانگیری۔ مصنفہ معتمد خان بخشی جہانگیر بادشاہ مطبوعہ کالج
پریس کلکتہ سنہ ۱۸۶۵ء +

۳۔ آئین اکبری۔ مصنفہ شیخ ابوالفضل علامی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی
بنگالہ سنہ ۱۸۷۲-۱۸۷۷ء +

۴۔ بادشاہ نامہ۔ مصنفہ ملا عبدالحمید لاہوری مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی
بنگالہ سنہ ۱۸۶۷-۱۸۶۸ء +

۵۔ تاریخ پنجاب۔ مصنفہ سید محمد لطیف مطبوعہ سنٹرل پریس کلکتہ سنہ ۱۸۹۱ء (انگریزی) +

۶۔ تاریخ فرشتہ مصنفہ ملا محمد قاسم ہندو شاہ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۰۵ء +

۷۔ تاریخ فیروز شاہی مصنفہ شمس سراج عفیف مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ سنہ ۱۸۶۰ء +

۸۔ تاریخ فیروز شاہی۔ مصنفہ ضیاء الدین المعروف بضیاء برنی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ سنہ ۱۸۶۲ء

۹۔ تاریخ ہند۔ مؤلفہ سر ایچ۔ ایم۔ الیٹ صاحب مطبوعہ ٹربنر کمپنی لندن سنہ ۱۸۶۷-۱۸۷۷ء (انگریزی)

۱۰۔ توزک جہانگیری مطبوعہ علیگڈھ سنہ ۱۸۶۴ء +

۱۱۔ تیمور نامہ۔ مصنفہ مولانا عبداللہ ہاتفی (قلمی) +

۱۲۔ شاہ جہان نامہ۔ مصنفہ ملا محمد امین قزوینی (قلمی) +

۱۳۔ طبقات اکبری۔ مصنفہ مولانا نظام الدین احمد مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۷۵ء

۱۴۔ طبقات ناصری۔ مصنفہ ابو عمر منہاج الدین عثمان مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۶۴ء۔

۱۵۔ ظفر نامہ۔ مولفہ مولانا شرف الدین علی یزدی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۸۷-۱۸۸۸ء۔

۱۶۔ عالمگیر نامہ۔ مصنفہ منشی محمد کاظم مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۶۸ء۔

۱۷۔ فتوحات فیروز شاہی۔ مصنفہ شہنشاہ فیروز شاہ (قلمی)۔

۱۸۔ مآثر الامرا۔ مولفہ نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۸۸-۱۸۹۱ء۔

۱۹۔ مآثر عالمگیری۔ مصنفہ محمد ساقی مستعد خان مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۷۱ء

۲۰۔ مفتاح التواریخ۔ مصنفہ طامس ولیم بیل صاحب مطبوعہ نول کشور پریس کانپور ۱۸۶۷ء

۲۱۔ منتخب اللباب۔ مصنفہ محمد ہاشم خان المخاطب بہ خافی خان نظام الملکی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ ۱۸۶۹-۱۸۷۴ء۔

۲۲۔ منتخب التواریخ۔ مصنفہ عبدالقادر بن ملوک شاہ بداونی مطبوعہ کالج پریس کلکتہ ۱۸۶۵-۱۸۶۹ء۔

فہرست مضامین کتاب خلاصۃ التواریخ

اذکار — صفحات

در بیان خاصان درگاه ایزدی و تعریف آفرینندهٔ عالم ۲
در بیان تالیف این نسخه مسمی بخلاصة التواریخ ۵
در تعریف و توصیف کشور هندوستان جنت نشان ۹
درویشان هند ۲۲
صوبه دار الخلافت شاهجهان آباد ۲۸
صوبه مستقر الخلافة اکبر آباد ۳۹
صوبه وسیعه فسحه اله آباد ۴۱
صوبه اوده ۴۳
صوبه بهار عرف پتنه ۴۵
صوبه عمده بنگاله ۴۷
صوبه عشرت سرشت اودیسه ۴۹
صوبه خجسته بنیاد اورنگ آباد ۵۰
صوبه برار ۵۱
صوبه خاندیس ۵۲
صوبه مالوه ۵۳
صوبه دار الخیر اجمیر ۵۴
صوبه دار البرکات گجرات ۵۵
صوبه ٹھٹھه ۵۹
صوبه دار الامان ملتان ۶۱
صوبه دار السلطنت لاهور ۶۴
صوبه دلپذیر کشمیر ۸۰
صوبه دار الملک کابل ۸۳
احوال فرمانروایان هندوستان از ابتدای راجه جدهشتر پاندوان ۸۹
راجه هرپریم که از درویشی به پادشاهی رسید ۱۵۱
راجه دهی سین که از بنگاله آمده سریر آرای گردید ۱۵۲
راجه دیپ سنگه کوهی ۱۵۵

اذکار	صفحات
راجہ پرتھی راج المشہور بہ رائے پتھورا	۱۵۶
در بیان احوال سلاطین مسلمین	۱۶۰
ناصر الدین سبکتگین	۱۶۱
سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین سبکتگین	۱۶۵
سلطان شہاب الدین عرف معز الدین محمد	۱۸۴
سلطان آرام شاہ پسر خواندہ سلطان قطب الدین	۱۸۹
سلطان شمس الدین عرف ملک التمش	۱۹۰
سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان شمس الدین التمش	۱۹۱
سلطان بی بی رضیہ بنت سلطان شمس الدین التمش	۱۹۲
سلطان معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش	۱۹۳
سلطان علاء الدین مسعود شاہ	۱۹۴
سلطان ناصر الدین ولد سلطان شمس الدین	۱۹۵
سلطان غیاث الدین بلبن	۱۹۷
سلطان معز الدین کیقباد	۲۰۵
سلطان جلال الدین فیروز خلجی	۲۱۴
سلطان علاء الدین برادر زادہ و داماد سلطان جلال الدین خلجی	۲۲۱
سلطان شہاب الدین بن سلطان علاء الدین	۲۲۸
سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین	۲۳۰
سلطان ناصر الدین عرف خسرو خان	۲۳۴
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	۲۳۵
سلطان محمد شاہ تغلق عرف فخر الدین جونا بن سلطان غیاث الدین	۲۳۹
سلطان فیروز شاہ باربک	۲۴۵
سلطان تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن سلطان فیروز شاہ	۲۵۲
سلطان ابوبکر بن ظفر خان بن شاہزادہ فتح خان	۲۵۲
سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ	۲۵۳
سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن سلطان محمد شاہ	۲۵۴
سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ	۲۵۵
رایات عالی حضرت خضر خان	۲۶۱
سلطان مبارک شاہ بن رایات عالی خضر خان	۲۶۲
سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ	۲۶۴

اذکار	صفحات
سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ	۲۶۵
سلطان بہلول لودھی	۲۶۷
سلطان سکندر لودھی	۲۷۳
سلطان ابراہیم لودھی	۲۷۶
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	۲۷۹
سلطان قطب الدین عرف رائے سہرہ لنگاہ	۲۹۳
سلطان حسین بن سلطان قطب الدین	۲۹۳
سلطان محمود بن فیروز شاہ بن سلطان حسین	۲۹۴
سلطان حسین بن سلطان محمود	۲۹۵
میرزا شاہ حسین ارغون	۲۹۵
نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ	۲۹۶
شیر شاہ سور	۳۱۵
اسلام شاہ المشہور سلیم شاہ	۳۲۴
فیروز شاہ بن اسلام شاہ	۳۳۰
سلطان محمد عادل عرف مبارز خان	۳۳۰
آمدن ہمایوں بادشاہ بتسخیر ہندوستان وفتح بر افغانان ورحلت نمودن باز ازینجہان	۳۳۳
ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	۳۳۶
دربیان آمدن ہیمون بقال بقصد محاربہ با خاقان زمان و دستگیر گردیدن وبقتل رسیدن او	۳۳۸
دربیان فتح قلعہ مانکوٹ واخراج سلطان سکندر وانقطاع سررشتہ افغانان ازملک	۳۴۱
دربیان بے اعتدالی ہائے خانخانان بیرم خان واخراج او از ممالک محروسہ	۳۴۲
دربیان تسخیر ولایت مالوہ	۳۴۵
دربیان تسخیر ولایت گکھران	۳۵۰
دربیان رسیدن زخم بحضرت بادشاہ	۳۵۲
دربیان کشتہ شدن شاہ ابو المعالی	۳۵۲
دربیان ولایت گدھہ کہ انرا گوندوالہ گویند	۳۵۳
دربیان تعمیر قلعہ اکبر آباد	۳۵۴
دربیان قتل علی قلی خان وبہادر خان	۳۵۵
دربیان شورش میرزایان وتادیب وتخریب آنہا وتسخیر ولایت گجرات	۳۵۸
دربیان روانہ شدن خان اعظم بمکہ معظمہ	۳۶۷
دربیان تسخیر قلعہ چیتور	۳۶۸

صفحات **اذکار**

در بیان معاف کردن جزیہ و طریقہ صلح کل ورزیدن ۔۔۔ ۳۷۰

در بیان انتساب حضرت خاقان زمان براجہائے و روساے ہندوستان ۔۔۔ ۳۷۳

ولادت شاہزادہ سلطان سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ و رفتن خاقان زمان پیادہ باجمیر بایفای نذر ۳۷۴

ازدواج شاہزادہ سلطان سلیم با صبیہ موتہ راجہ و ولادت سلطان خرم یعنی شاہجہان ۔۔۔ ۳۷۵

در بیان سوانح بدائع کہ در زمان آنحضرت بوقوع آمدہ ۔۔۔ ۳۷۷

در بیان تسخیر ولایت پٹنہ و بنگالہ ۔۔۔ ۳۷۹

در بیان بغی محمد حکیم میرزا برادر بادشاہ خاقان زمان ۔۔۔ ۳۸۶

در بیان کشتہ شدن راجہ دانشور بیربل ۔۔۔ ۳۹۰

در بیان رسیدن میرزا سلیمان والی بدخشان درحضور پرنور و تفرقہ در بدخشان ۔۔۔ ۳۹۲

در بیان تسخیر ولایت دلکشاے کشمیر جنت تاثیر ۔۔۔ ۳۹۵

در بیان رحلت راجہ ٹوڈرمل دیوان اعلی ۔۔۔ ۴۰۸

نہضت موکب مقدس مرتبہ دوم بسیر کشمیر بے نظیر ۔۔۔ ۴۱۰

نہضت موکب والا بسیر کشمیر جنت تاثیر مرتبہ سویم ۔۔۔ ۴۱۲

در بیان مقرر گردیدن پرگنہ گجرات و امن آباد ۔۔۔ ۴۱۲

در بیان تسخیر ولایت اودیسہ ۔۔۔ ۴۱۳

در بیان تسخیر ولایت قندہار ۔۔۔ ۴۱۳

در بیان تسخیر ممالک ٹھٹھہ و آمدن جانی بیگ ۔۔۔ ۴۱۴

در بیان تسخیر ولایت بھکر ۔۔۔ ۴۱۸

در بیان تادیب زمینداران کوہستان پنجاب ۔۔۔ ۴۱۹

در بیان جشن والا ۔۔۔ ۴۲۰

در بیان رحلت تان سین و عرفی شیرازی و شیخ ابوالفیض فیضی ۔۔۔ ۴۲۱

رسیدن برہان الملک و مرحمت شدن کمک باو بہ مہم اطراف دکن ۔۔۔ ۴۲۳

نہضت موکب مقدس از لاہور بجانب دکن ۔۔۔ ۴۲۵

در بیان تسخیر قلعہ اسیر و ولایت احمدنگر ۔۔۔ ۴۲۷

عادل خانیہ ۔۔۔ ۴۳۰

قطب الملک حاکم ولایت گولکندہ ۔۔۔ ۴۳۱

نظام الملک حاکم ولایت احمدنگر ۔۔۔ ۴۳۱

در بیان کشتہ شدن شیخ ابوالفضل ۔۔۔ ۴۳۲

در بیان بغی شاہزادہ سلیم خلافت بزرگ ۔۔۔ ۴۳۶

در بیان رحلت شاہزادہ سلطان دانیال ۔۔۔ ۴۳۸

اذکار

صفحات

در بیان رحلت حضرت خاقان زمان ۴۳۹
ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ۴۴۱
در بیان بغی شاہزادہ سلطان خسرو ۴۴۲
توجہ موکب والا بسیر کابل و بعضی سوانح بدائع در منزل علی مسجد وغیرہ ۴۴۵
بیان در آمدن نور جہان بیگم زوجہ شیر افگن خان بحرم سرائے قدسی ۴۴۷
در بیان باز آمدن خان عالم از ایلچی گری ایران ۴۵۰
نہضت موکب والائ مقدس بسیر و شکار گجرات احمد آباد ۴۵۱
ولادت باسعادت سلطان محمد اورنگ زیب پسر بادشاہزادہ سلطان خرم ۴۵۲
در بیان مقرر کردن منار و چاہ و درختان در شاہراہ و عمارات جہانگیر آباد و لاہور ۴۵۳
در بیان تعریف و مذمت تنباکو و منع گشتن آن بموجب حکم والا ۴۵۴
در بیان بعضی از سوانح بدائع ۴۵۶
رسیدن جماعۃ بازیگران بنگالہ بحضور مقدس و تماشای انواع حیرت افزائے ۴۵۸
در بیان تسخیر قلعہ کانگرہ ۴۶۴
نہضت موکب والا بعد سیر کانگرہ بعرصہ دلکشائے کشمیر ۴۶۷
در بیان بغی بادشاہزادہ شاہجہان ۴۶۹
در بیان رسیدن مہابت خان بحضور اشرف اقدس و مصدر گستاخی گردیدن آصف خان را قید کردن ۴۷۴
در بیان رحلت نمودن حضرت خاقان زمان (سلطان جہانگیر) ۴۸۰
ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی صاحبقران ثانی ۴۸۳
ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ۴۹۱
در بیان جنگ خدیو آفاق بمہاراجہ جسونت سنگہ و فتح و نصرت یافتن ۴۹۴
در بیان ماجرائے احوال دارا شکوہ ۴۹۸
در بیان محاربہ خدیو گیہان با دارا شکوہ و لوائے فتح برافراختن ۵۰۰
در بیان قید گردیدن بادشاہزادہ محمد مراد بخش ۵۱۰
در بیان بقیہ ماجرائے احوال دارا شکوہ ۵۱۱
در بیان ماجرائے سلیمان شکوہ خلف بزرگ دارا شکوہ ۵۱۳

اذکار

صفحات

دربیان جلوس حضرت خدیو جہان (اورنگ زیب) بر اورنگِ خلافتِ جہانبانی ۵۱۶

دربیان نہضت موکب مقدس بدفع داراشکوہ بجانب ولایت پنجاب ۵۱۹

دربیان فرار داراشکوہ از لاہور بجانب ملتان بعجلت تمام ۵۲۱

دربیان نہضت موکب مقدس بجانب ملتان بتعاقب داراشکوہ ۵۲۲

دربیان معاودت موکب مقدس از ملتان بجانب شاہجہان آباد بدفع شورش محمد شجاع ۵۲۴

دربیان جشن وزن حضرت خدیو گیہان خداوند جہان ۵۲۶

دربیان ماجرائے احوال بادشاہزادہ محمد شجاع و توجہ موکب والا بدفع او ۵۲۸

دربیان شرح شوخی مہاراجہ جسونت سنگہ در جنگ حضرت خدیو گیہان بمحمد شجاع و رایت فتح برافراختن و فرار محمد شجاع از معرکہ کارزار ۵۳۰

دربیان بقیہ حقیقت تعاقب افواج قاہرہ و آمدن داراشکوہ از ٹھٹھہ بجانب گجرات ۵۳۸

بسم الله الرحمن الرحیم

نقاش نگارخانه کاینات و مصور کارگاه ممکنات چهار اقتضاان کرد که صورپیرائے عجایب ابداع و چهره آرای غرایب اختراع گردد بوحدت ارادی اربعه عناصر را با وجود تضاد فطری و تخالف طبعی باهم امتزاج و اختلاط داده برنگ آمیزی ارادت کبریا و صنع انگیزی کلک قضا انواع نقوش غریبه و اشکال عجیبه بر مرقع تکوین نگاشت و اشباه متنوعه و تمثال مختلفه را برار زنگ کون نقش بست یعنی بقدرت ابداعی و صنعت اختراعی گوناگون خلقت و رنگارنگ آفرینش از مکامن خفا بمنصه شهود و از جلباب عدم بعرصه وجود آورده انسان را اشرف المخلوقات و اعظم الموجودات مشاهد بدایع صنایع و مظاهر شرایف لطایف خویش فرموده و بعنایات نمایان و تلطفات شایان باصره بینائی بنگر نگاریهائے جهان و سامعه شنوای نیرنگ سازیهای جهانیان و شامه کامیابی شمایم عطریه و ذایقه چاشنی گیری لذایذ اغذیه و لامسه شناسای سرد و گرم و دانائے سخت و نرم کرامت[1] کرد و بکلیدسی و دو دندانه زبان قفل از گنجینه باطنش برکشود و شعل دانش و عقل در شبستان ضمیرش برافروخت تا بوسیله جمیله اینقدر تائیدات و تمدیدات بر شرایف و کرایف انفسیه[2] و سایر سرایر کونیه اطلاع یافته بمطلب اصلی و مقصد حقیقی که عبارت از حقیقت و معرفت الٰهی بوده باشد تواند برد و بدستیاری آن بر تبه والا و درجه اعلی انسان کامل فایز تواند شد منظومه

صانع بیچون که ترا آفرید | با تو بگویم که چرا آفرید
تا بشناسائ او پی بری | گوهر مقصود بدست آوری

(۱) مرحمت (۲) الہیہ

اما چون نفس اماره هوا و هوس زیان کاره که بطریق توامان همراه انسان است عنان اختیار از دست در ربوده و مرات ضمیر را بزنگ غفلت و پندار اندوده در سلسلهٔ تعلقات و علایق دنیای بے ثبات می اندازد و ازینجهت او بحیه استعداد بوده از شاهراه مقاصد معنویه بی راه رفته پای بند غلاب اسباب صوریه می باشد و برای گرد آوری مواد دنیا و تمشیت امور رانهما و مطلوبات جسمانی و مرغوبات نفسانی هزاران خیالات باطله و تمنیات لاطایله بسان امواج دریا مواج از دل برمی انگیزد و بحصول ان کوششهاے کوششهاے موفوره و اضطراب و شتاب نامحصور و بجا آورده از وجدان در لجهٔ ضلالت و از فقدان ان در گرداب ملامت می افتد و ضمیمه ان از فرط محبت و الفت عیال و اطفال و خویش و اقارب کند پیچ در پیچ هرگز دل جان مضبوط ساخته عمر گرانمایه را که بدل ندارد و عیوض ان بدست نیاید همین زمین در ترهات بآخر میرساند نظم

گر نیک نظر کنیم ابدال | هستیم ز اصل کار غافل
بیفائده هر که عمر در باخت | چیزی نخرید و زر بینداخت

خوشا بیدار دلے روشن ضمیری که محکوم نفس اماره نبود و خاطر از خطرات لایعنی و اپرداخته دنیا و اسباب ان را محض خیال و خواب داند و زندگانی را نقش بر آب تصور نماید و اوقات عزیز را در طاعت ایزدی صرف نموده بانوار شمع عرفان شبستان ضمیر منور سازد مثنوی

سعادت ز طاعت میسر شود | دل از نور طاعت منور شود
ز طاعت بود روشنائی جان | که روشن ز خورشید باشد جهان

در بیان خاصان درگاه ایزدی و تعریف آفریننده عالم

آفریننده موجودات و پیدا کننده مخلوقات بارادت ازلی و قدرت لم یزلی به نمطی که گوناگون عالم و رنگارنگ عالمیان را بعرصه هستی چهره افروز ساخته همان نمط مذاهب متنوعه و مشارب مختلفه در جهانیان بظهور در آورده و بنا بر استحکام ادیان در هر دیار و هر فریق یکے از خاصان جناب صمدیت را بخلعت بشری مخلع گردانیده و او را از قدرت عطا فرموده که عارف دقایق عقول و نفوس و کاشف حقایق معقول و محسوس بوده از احوال اجرام علوی و اجسام سفلی و اخبار ماضی و حال و استقبال بعیان آگهی داده و مظهر معجزات عجیبه و کرامات غریبه گشته پرده کشاے اسرار غیب و چهره آرای همرایه لاریب گردیده و بالهام ربانی کتاب آسمانی بدست داشته خلایق را هادی وادی ایزد

پرستی ورهنمون راه خداشناسی گشت وبحکمت الهی درکتاب وکلام معجز فرجام او هزاران میمنت
وبرکت بظهور پیوست که بعد رحلتش نیز طوایف انام پیروی ومتابعت از دست نداده از
کار[1]نامه نامیش وتکرار اعجاز کرامتش محض سعادت وعین عبادت میدانند ازینجاست
که هر فرقه مذهب خود را از واردات درگاه الوهیت واوامر بارگاه ربوبیت تصور نموده اند
ومهار در بینی دل وگلوبند برگردن جان می اندازند ودین وآئین دیگران محض ترهات پنداشته
رحمت ایزدی مخصوص بحال[2] خود منسوب میسازند وایذای مخالف کیش واجرای آئین خویش
استرضای ایزد توانا می انگارند اری این سجایای عامیان هرگروه است که پی بمطلب اصلی نبرده
تعصب را عبادت می پندارند اما خاصان هر طایفه که از لمعه انوار عرفان شبستان ضمیر ایشان
روشن گردیده ورایحه معرفت بمشام جان شان در رسیده رحمت[3] واسعه جهان آفرین مخصوص
بقومی تصور نه کرده بسان لمعان مهر منیر وفیضان مطر[4] مطیر فیض بخش جمیع طوایف تصور میکنند و
از تعصب وتعند برکران بوده با دوست همرنگ وبا دشمن بی جنگ زیست مینمایند دران اتفاق
دارند که سر گروه هر گروه از تائیدات ایزدی وتشدیدات صمدی خالی نیست ومیدانند که
از تلون حکمت الهی وتنوع قدرتهای نامتناهی ست که با اینهمه ظهور وآشکارای جلبابی چند بر روی
معرفت وشناسای خویش اقبیه ساخته طبقات خلایق را در مناقشات مذاهب ومباحثات
مشارب انداخته

بیت

درحیرتم که دشمنی کفر ودین چراست　　از یک چراغ کعبه وبتخانه روشن است

الحاصل هر یک از قافله سالاران هر فریق ومشعله داران هر طریق بمقتضای روشندلی وصفای
درونی باصطلاح خویش روح سخن بقالب الفاظ در آورده بلغت دل پذیر چهره افروز عالمی شده
اند که کلید بیت المقصود عرفان وگنجینه کشای شناخت یزدان توانند بود وپیداست که هیچکس در
هیچ طریق بدون تحصیل وتکمیل علم کامیاب مقصد معنوی ومطلب اصلی نگشته ونخواهد گشت الحق
علم است کشاف اسرار کونی والهی شاهد شواهد سفیدی وسیاهی پرده کشای راز انفسی وافاقی
چهره آرای رموز تقییدی واطلاقی ذریعه ادراک کمالات صوریه ومعنویه واسطه احراز مرادات دینیه
ودنیویه تیغ فهم وفراست را سنگ فسان وطبع زنگ آلود بیخردی را مصقله وسوهان وشب دیجور باطن
بی دانشان را چراغ افروز دانش شبستان ضمیر کور باطنان را شمع آرای بینش بینائی ونابینایان عالم

---

(۱) ن: کار (۲) بجان (۳) مرحمت (۴) ابر

غفلت را بسبب ظهور بینائی ولطافت عرصهٔ پیدائشی را عصای خردبخشی وخرد افشانی مشعله ایست منهج حسنات حال ومال را مشعله ایست نیز وآن(۲) وادی فضل وکمال را مشعله ایست بمرات اهل جمال وقال رایحه ایست بمشام بواطن ارباب جمال وجلال **مثنوی**

تاج سر جمله هنرهاست علم — قفل کشائی همه درهاست علم
علم بود گوهر وباقی سفال — آن چو حقیقت دگران چون خیال
علم کثیر آمد وعمرت قصیر — هرچه ضروریست بدان شغل گیر
آنچه ضروریست چو حاصل کنی — بهر عمارت گری دل کنی

براثبات شرف وکرامت علم حجتی ساطع ودلیلی قاطع آنست که آدمی زاد محبوس مطمورهٔ حدوث وامکان وپابند سلسلهٔ کون ومکان را کجا قدرت آنکه به پرواز جسمانی چون طایر جانی بر افلاک رفته دقایق حقایق متوطنان عالم علوی را تواند دریافته باشد وی فی الارض همه جا نهد بعرصهٔ تمام روی زمین وعروج جبال وقعر دریا وتحت الثری شتافته تمام احوال عالم سفلی معلوم تواند کرد واینهمه حقیقت جنبش وگردش آسمان وطلوع وغروب ستارگان و سعادت ونحوست زمان وحالات جمادات وحیوانات وکیفیت وکمیت دریای عمان بوسیلهٔ علم دریافته بر دقایق اسما وحقایق که میتوان اطلاع یافت وهمچنان بر روی دریا خرامیدن وبر سطح هوا پریدن واز حبس نفس دل را از غم ربودن وبخلع بدن روح خود را در پیکر دیگری انتقال نمودن واز سیمیا به تبدیل صورت پرداختن وبه کیمیا از خاکستر طلا ساختن وبا فسون عالم اجنه را به تسخیر در آوردن واز طلسمات دلهای خلایق مسخر کردن وبجادو بر سرایر ضمایر جهانیان واقف گردیدن ومعالجهٔ افتادگان بستر بیماری را شفا بخشیدن وسایر سحرسازی ونیرنگ پردازی وغرایب بدایع علوم میتوان بظهور آوردن پس چنانچه این همه علوم مشکل وفنون نادره از عدم بمنصهٔ شهود می آمدند تاکه بوسیلهٔ جمیع آن(۴) حصول مرتبهٔ عرفان ودرجهٔ شناخت یزدان نیز قریب الوقوع است **مثنوی**

چو شمع از پی علم باید گداخت — که بی علم نتوان خدا را شناخت
بنی آدم از علم یابد کمال — نه از حشمت وجاه ومال ومنال
برو دامن علم گیر استوار — که علمت رساند بدار القرار

---

(۱) سرگردانان (۲) براه روان (۳) جرئت (۴) علم

میاموز جز علم گر عاقلی — که بے علم بودن بود غافلی

در بیان تالیف این نسخه مسمی بخلاصة التواریخ

جاده پیمایان بادیه دور و دراز تعلقات و رهگرایان مرحلهٔ نشیب فراز دنیاے بے ثبات را
آیینی معهود و روشی مستمر است که بشغلی چند از قسم شکار و قمار و سرود و سیر و اصغاے
لاف و گزاف و استعمال اصناع و اصراف و امثال آن مانوس طبع و مالوف مزاج ساخته
در زمان انفراغ از مکاسب و مشاغل ضروریه و کاروبار دنیویه بدان اشتغال دارند و بدین غلط
عمر گران مایه را بگذاشتن آن محتاج بشواغل نیست میگذرانند اما هوشمندان هشیار فرجام
و صافی درونان فرخنده فرجام که بهره از سعادت و عادت بعبادت دارند این نوع مشاغل را
محض تضییع اوقات و نقاب بر چهره شاهد معنویات میدانند و میفرمایند که چون همه کس همت
آن ندارند که بالکلیه از علایق دنیوی ترک توانند نمود اما اگر توفیق رفیق گردد و با وجود تعلقات
بیاد رب العباد بودن و در شروع هر کار اسم آفریدگار بر زبان آوردن و دست در کار و دل
بیار داشتن شغلی شریف تر و امری لطیف تر است و اگر چنین نباشد باری در وقت فرصت
از امور ضروریه به تسبیح و تهلیل و یاد رب الجلیل پرداختن کار پسندیده ترین ساختن است ازان باز
بمطالعه کتب حقیقت و طریقت مشاغل و بمضامین آن عامل بودن کامیابی دنیا و عقبی است
ازان پس مشغلهٔ کتب اخلاق موجب تزکیهٔ نفس و تصفیهٔ باطن منبع حسنات حال و مال است
سپس مطالعهٔ کتب تواریخ شغلی است بر منصه شهود و انجمن دانش را چهره آرا و بزم خرد را پرده کشا
و امریست در جلوه گاه ظهور هوش افزائی را کارپرداز و چراغ خلوت (۱) را روغن انداز در اظهار
احوال پادشاهان ماضیه و بیان حقیقت فرمان روایان گذشته جام جمشید است و آیینه سکندر
و در گذارش فنای عالم و عالمیان و عدم بقاے جهان و جهانیان شاهد لیست بدلایل واضح
خوشا دانشوری بخت بیدار و فرخنده منشی سعادت اطوار که باین شغل سترگ قیام ورزیده
بدریافت ماجراے راه پیمایان مرحلهٔ عدم و سرگذشت گذشتگان ازین عالم عبرت پذیرفته
از خواب غفلت بیدار شود و بیوفاے دنیا و بی بقاے مافیها تیقن دانسته اوقات عزیز را که
معدوم البدل و مفقود العوض است صرف امور فانی و مستلذات جسمانی نگرداند و باستحصال

(۱) طرب +

توشه اخروی و استکمال امور معنوی که عبارت از یاد رب العباد است اشتغال ورزد و بداند که هرگاه بادشاهان عالی مقدار و جهانداران نامدار با قبایل گران و وزرای کاردان و عساکر بیکران و خزاین بے پایان باان عظمت و جلالت و شوکت و بسالت ره نورد مسلک فنا شدند و اثری ازان نامداران بر صفحه روزگار نماند تا بسایر الناس چه رسد۔ مثنوی

آه ازین منزلی که در پیش است — که گذرگاه شاه و درویش است

نه ازین دام میتوان جستن — نه ازین مرگ میتوان رستن

گر خوری همچو خضر آب حیات — تشنه لب جان دهی درین ظلمات

گرچو عیسیٰ شوی بچرخ برین — عاقبت جا کنی بزیر زمین

گرچو یوسف باوج ماه روی — ناگهان سرنگون بچاه رسی

آنکه جاوید هست و بود یکی است — تا ابد واجب الوجود یکی است

ازانجا که این هیچمدان از انجهت که از عنفوان ظهور صبح شعور بملازمت ناظمان امور مملکت و مال و صاحبان کارگاه دولت و اقبال پیشه خطوط نویسی که عبارت از منشیگری بوده باشد بسر برده مقتضاے این فن وفلاوزی شوق و سزاولی ارزو اکثر نسخه تواریخ بمطالعه درآورده بهره فراوان اندوخته چنانچه کتاب رزم نامه ترجمه مهابهارت که از تواریخ هند بزرگ تر و معتبر تر مشتمل بر احوال پاندوان و کوروان و اسلاف انهاست وحسب الحکم حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاه مولانای عبدالقادر بدایونی و شیخ محمد سلطان تهانیسری باهتمام نقیب خاں که سرامد تاریخ خوانان بود از سنسکرت بفارسی مترجم نموده و علامی فهامی شیخ ابوالفضل خطبه ان را بطرز مرغوب بقلم آورده و ترجمه هربنس پران که ماجراے احوال سری کشن و نسب و نامه اسلاف را جها و مابدان مانیه ازان ظاهر است و آنرا حسب الحکم محمد اکبر بادشاه مولاناے تبریزی تحریر در آورده و ترجمه راماین که متضمن بر احوال سری رام چند از کتب مشهور است و جماعه مذکور از سنسکرت بفارسی درآورده و ترجمه بهاگوت جوگ نششٹ که با داستان عجایب و سخنان غرایب از حقایق و معارف در دست و بموجب امر بادشاهزاده دارا شکوه آنرا شیخ احمد و دیگر فضلا بفارسی در آورده اند و نسخه گل افشان ترجمه سنگاسن بتیسی متضمن احوال راجه بکرماجیت که مخترع آن برج پندت وزیر راجه بهوج است و نسخه پدماوت مشتمل بر حقیقت رای رتن سین مرزبان چتور که بنابر پدماوت زوجه خود با سلطان علاؤ الدین والی دهلی محاربه نمود

ونسخه راجاولی که مصر بدیا دهر اسامی راجها بخط هندوی نوشته وان را سا هورام خلاصه ریدان گسائین ایرام
بعبارت مرغوبه بفارسی در آورده ونسخه راجترنگینی که پنڈت رگهناتهه احوال راجهاے والاشان ورایات رفیع
المکان بالتفصیل بسنسکرت نگاشته وان را مولانای عماد الدین بفارسی ترجمه نموده وتاریخ سلطان محمود غزنوی
که در ممالک هند آغاز ظهور اسلام از سلطان ناصر الدین سبکتگین پدر بزرگوار اوست وآنرا مولانا عنصری
بقید کتابت در آورده وتاریخ سلطان شهاب الدین غوری که حکومت راجها ورایان از ابتداے
خلافت او از هندوستان منقطع گشته وتاریخ سلطان علاء الدین خلجی که از سلطان هند مشهور است
وتاریخ فیروزشاهی تصنیف مولاناے ضیاء الدین وتاریخ افاغنه محتوی بر احوال سلطان بهلول
لودی ونسل او وحقیقت شیرشاه افغان سور واولادش که آنرا حسین خان افغان تصنیف نموده وسلسله
جمیع افغانان به بنی اسرائیل برادران مهتر یوسف کنعانی رسانیده وکتاب ظفرنامه متضمن فتوحات
حضرت صاحبقران امیر تیمور گورگان از تصانیف زبدهٔ فضلا مولاناے شرف الدین علی یزدی و
کتاب تیمورنامه که مولانای هاتفی برادرزاده مولانای عبد الرحمن جامی در سلک نظم کشیده وتاریخ بابری[(۱)]
که حضرت بابر بادشاه احوال خجسته مال خود را خود بزبان ترکی بتسطیر در آورده اند ومیرزا خان خانخانان
عبد الرحیم آن را بفارسی مترجم نموده وکتاب اکبرنامه که علامی فهامی شیخ ابوالفضل احوال سلسله
علیه حضرت ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر تا حضرت آدم علیه السلام بعبارات واستعارات دل پذیر
بقلم در آورده وتاریخ اکبرشاهی تصنیف شیخ عطابک فزوینی واکبرنامه تصنیف شیخ الهداد
ومنشی مرتضیٰ خان وطبقات اکبری از تصنیفات خواجه نظام الدین احمد اکبرشاهی که
جامع بسیارے تواریخ هندوستان است واقبال نامه جهانگیری مشعر بر احوال
بادشاهان والاشان از حضرت صاحب قران تا نور الدین محمد جهانگیر بادشاه که معتمد خان عرف
محمد شریف بعبارت واضحه تحریر در آورده وجهانگیرنامه که جهانگیر بادشاه احوال خود را بعبارت
بادشاهانه نگاشته اند وتاریخ شاهجهان تصنیف وارث خان که علامی سعد الله خان
آن را باصلاح در آورده وتاریخ عالمگیری که میر محمد کاظم منشی احوال سعادت اشتمال
حضرت ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاه غازی از ابتداے برآمدن
از دکن بقصد جنگ داراشکوه ونصرت بر برادران وجلوس بر اورنگ خلافت لغایت
سال جلوس مقدس بعبارات دل پذیر بقلم در آورده وتاریخ کشمیری متضمن احوال چهار هزار

(۱) واقعات بابری •